OPEN ACCESS
Al-Duhaa
《Journal of Islamic Studies》
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:5, Issue: 1, Jan -June 2024
DOI:10.51665/al-duhaa.005.01.0249, PP: 64-76

جمہور اور ڈاکٹر راشد شاز کے اصول اربعہ کے متعلق نظریات

The views of "Jamhur" and Dr Rashid Shaz about the four basic sources of Islamic Jurisprudence (Usool e Arba'ah)

Published: 20-06-2024
Accepted: 10-06-2024
Received: 01-05-2024

Annas Saleem
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University Mansehra
Email: anassal086@gmail.com

Muhammad Amjad
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University Mansehra
Email: hafizamjad554@gmail.com

Muhammad Awais
M.Phil Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
Hazara University Mansehra
Email: imdadullahm27@gmail.com

Abstract

Fiqh is not only regarded as the sole authentic declaration of religious thought worldwide but also acknowledged as the ultimate solution for seeking divine orders. "Sources of Shariah" are the means through which Islamic jurists derive Islamic law. Generally, in the books of Usul al-Fiqh, four primary sources of Islamic law are mentioned: the Holy Quran, Sunnah, Ijma (consensus), and Qiyas (analogy), and there is a consensus among the majority on these being the sources of Shariah. Dr. Rashid Shaz is among contemporary Muslim thinkers and researchers who argue that the "stagnant juristic heritage" is a significant reason for the decline of the Muslim Ummah. In this context, he raises questions about the long-standing, agreed-upon interpretation of religion passed down through generations. One of these questions, as highlighted in his book " Islam mein fiqh ka sahi maqam," pertains to the misinterpretation and misapplication of the "four principles." Therefore, the perspectives of the majority and Dr. Rashid Shaz on the four principles differ; the majority do not view the interpretations and applications of the sources of Shariah as reasons for the decline of the Muslim Ummah. This article will present the stances of both the majority and Dr. Rashid Shaz on the four principles.

Keywords: *Islamic Jurisprudence, Rashid Shaz, Usool Arba'h, Quran, Sunnah, Ijma, Qiyas, Contemporary Islamic Thought, Fiqh Interpretation.*

CC BY

تمہید

فقہ کو پوری دنیا میں مذہبی فکر کے واحد مستند اعلامیے کی حیثیت سے نہ صرف دیکھا جاتا ہے بلکہ احکامات الٰہیہ کے رجوع کے لیے فقہ اسلامی کو ہی حل تسلیم کیا جاتا ہے۔"ماخذ شریعت" ہی وہ ذرائع ہیں جن سے فقہاء اسلامی قانون کو اخذ کرتے ہیں ۔اصول فقہ کی کتب میں عمومی طور پر فقہ اسلامی کے بنیادی ماخذ چار بیان کیے جاتے ہیں: قرآن مجید ، سنت، اجماع، قیاس اور ان چار کے ماخذ شریعت ہونے میں جمہور کا اتفاق ہے۔ڈاکٹر راشد شاز عصر حاضر کے مسلم مفکرین اور محققین میں سے ہیں ۔ڈاکٹر راشد شاز کی فکر کہ" منجمد فقہی ذخیرہ "امت مسلمہ کے زوال کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے۔اسی ضمن میں وہ امت مسلمہ کے تواتر و توارث سے چلی آنے والی متفقہ تعبیر دین پر سوالات اٹھاتے ہیں ۔ جن میں سے ایک سوال ڈاکٹر راشد شاز اپنی کتاب"اسلام میں فقہ کا صحیح مقام" میں" اصول اربعہ " کی غلط تشریح و تعبیر پر بھی اٹھاتے ہیں۔اسی لیے جمہور اور ڈاکٹر راشد شاز کا اصول اربعہ کے بارے میں موقف مختلف ہے جمہور ماخذ شریعت کی تشریحات و تعبیرات کو کسی طور پر بھی اُمت مسلمہ کے زوال کے اسباب کے طور پر نہیں لیتے۔اس آرٹیکل میں جمہور اور ڈاکٹر راشد شاز کے اُصول اربعہ پر موقف کو سامنے لایا جائے گا۔

بنیادی سوالات

جمہور فقہاء کے نزدیک اصول اربعہ کی اہمیت کیا ہے ؟

ڈاکٹر راشد شاز کا اصول اربعہ کے متعلق موقف کیا ہے ؟

ڈاکٹر راشد کا مختصر تعارف

ڈاکٹر راشد شاز 5 فروری 1963 کو دربھنگہ، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ان کی پرورش ایک مذہبی ماحول میں ہوئی اور وہ آج کل ہندوستان میں تہذیبوں کے مکالمے کے لیے ISESCO کے سفیر اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں انگریزی کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے مسلم دنیا، یورپ، اور امریکہ میں اسلام کے مختلف پہلوؤں پر وسیع پیمانے پر گفتگو کی ہے۔ان کے چچا محمد حسنین سید جماعت اسلامی کے بانیوں میں شامل تھے۔1977 میں ایمرجنسی کے دوران، ان کے خاندان کے مرد افراد جماعت سے وابستگی کی بنا پر قید ہوئے۔بعد ازاں، راشد شاز نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بیچلر، ماسٹرز، ایم فل، اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔

ڈاکٹر راشد شاز کی خدمات

ڈاکٹر راشد شاز کی خدمات میں تصنیفی خدمات سب سے اہم ہیں انہوں نے تقریباً بیس کتابیں تصنیف کی ہیں جو مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ اپنی علمی و تصنیفی خدمات کے ذریعے وہ مسلم ذہن کی ایک بڑی تبدیلی کی وکالت کرتے ہیں اور مانتے ہیں کہ روایتی ذہن مسلمانوں کو کہیں نہیں لے جائے گا۔ ان کی تصانیف میں : ادراک زوال امت (دو جلدیں)، متحدہ اسلام کا منشور، حقیقی اسلام کی بازیافت، ہم کیوں سیادت سے معزول ہوئے؟، اسلام میں تفسیر و تعبیر کا صحیح مقام، کونوا ربانیین، اسلام میں حدیث کا صحیح مقام، اسلام میں فقہ کا صحیح مقام، اسلام میں تصوف کا صحیح مقام، علم شرعی کی شرعی حیثیت، کتاب العروج، لستم پوخ ،لایموت، اور کچھ انگلش کتب بھی شام ہیں جن میں :

Creating a Future Islamic Civilization, *Manifesto of the United Islam*

اصول اربعہ کے متعلق ڈاکٹر راشد شاز کے نظریات

۱۔ قرآن مجید:

ماخذ شرع میں سے پہلے ماخذ قرآن مجید کے بارہ میں ڈاکٹر راشد شاز اپنی کتاب "اسلام میں فقہ کا صحیح مقام" میں لکھتے ہیں کہ: فقہاء جنہوں نے قرآن مجید کو اصول اربعہ میں پہلے نمبر پر رکھا ہوا ہے جس سے یہ تاثر عام ملتا ہے کہ قرآن مجید مسلمانوں کے فقہی سرمایے کی پہلی کنجی ہے لیکن خود فقہاء کی تشریح و تاویل سے ان کے اس خیال کی تردید ہو جاتی ہے۔

مزید ڈاکٹر راشد شاز لکھتے ہیں کہ: فقہاء الکتاب سے مراد وہ قرآن نہیں لیتے جو آج ہر عام و خاص کی دسترس میں موجود ہے بلکہ فقہاء کے قرآن مجید کو سبعہ احرف پر نازل قرآن مانتے ہیں جو مختلف قرأتوں اور آیات میں الفاظ و معانی کے اختلافات کے ساتھ آثار و روایات کی کتب میں موجود ہیں۔ ڈاکٹر راشد شاز دلیل کے طور پر شمس الآئمہ السرخی کا قول ذکر کرتے ہیں:

> "اعلم بان الكتاب هو القرآن المنزل على رسول الله ﷺ المكتوب فی دفات المصاحف ، المنقول الينا على الاحرف السبعة نقلا متواترا"
>
> " جاننا چاہئے کہ الکتاب وہ قرآن ہے جو رسول اللہ پر نازل کیا گیا، جو مصاحف کے دفتین میں لکھا ہوا ہے جو سات حرفوں پر بذیعہ تواتر ہم تک منتقل ہوا ہے"۔

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک سرخسی کے اس بیان کو صرف ہم معتبر عالم دین کے التباس فکری پر محمول نہیں کر سکتے بلکہ واقعتاً ایسا ہی ہوا ہے کہ کتب فقہ میں ان فرضی قرأتوں اور خود ساختہ اختلافی آیات سے احکامات کا استنباط و اکتساب کیا گیا ہے۔

مثالیں

" ابو حنیفہ نے اپنی فقہ میں بارہا قرأت شاذ: مثلاً عبد اللہ بن مسعود کی قرأت کو لائق اعتناء سمجھا ہے۔"(1) جس پر سرخسی کی وضاحت موجود ہے۔

شافعی بھی اس التباس فکری کا شکار نظر آتے ہیں اور استنباط فقہ میں ان مفروضہ قرآنی آیات کا استعمال ان کے یہاں بھی ملتا ہے۔ جیسے: رضاعت کے سلسلے میں فقہ شافعی کی تخصیص حضرت عائشہؓ سے منسوب خبر پر ہے جو کبھی قرآن کا حصہ تھا۔

احناف اور شوافع کے یہاں سرقہ میں دائیں ہاتھ کو کاٹنے کی سزا پر دلیل بھی عبد اللہ بن مسعود سے منسوب فرضی قرأت " فقطعوا ايمانهما" پر موقوف ہے۔

قرآن مجید میں مطلقہ عورت کے لیے صرف مسکن کا حکم آیا تھا۔ لیکن ابو حنیفہ نے قرأۃ عبد اللہ بن مسعود " وأنفقوا عليهن من وجدكم" سے استدلال کرتے ہوئے مسکن کے ساتھ ساتھ نفقہ کے وجوب کا قائل ہونا ضروری سمجھا۔

کفارہ یمین میں بھی تین روزے تسلسل کے ساتھ رکھنے کی قید بھی عبد اللہ بن مسعود کی قرأۃ "فصيام ثلاثة ايام متتابعات" کے مرہون منت ہے۔(2)

۲۔ سنت:

ڈاکٹر راشد شاز سنت بمعنی حدیث کو قرآن کی تشریحی و تعبیری حیثیت کے طور پر لیتے ہیں اسی کو انہوں نے اصول اربعہ اور

تنسیخ وحی کے شروع میں اس طرح بیان فرمایا کہ:

نبی ﷺ کی حیثیت شارح کی تھی شارع کی نہیں۔[3]

احادیث کی تاریخی اور تشریحی حیثیت

ڈاکٹر راشد شاز کے نزدیک کسی گروہ کے یہاں بھی سنت کی تاریخی اور تشریحی حیثیت تو قابل بیان نہ تھی۔ سارا مسئلہ حدیث کی تشریعی حیثیت کو تسلیم کیے جانے کا تھا۔ اس سلسلے میں غلو کا شکار لوگ یہ سمجھتے تھے کہ احادیث کے بغیر فرض نمازوں کی رکعت کا تعین بھی نہیں کیا جا سکتا وہ ڈاکٹر راشد شاز کی نظر میں حدیث اور سنت متواترہ میں خلط مبحث کا شکار ہو گئے تھے۔ نیز آگے ڈاکٹر راشد شاز حدیث کو لے کر مختلف گروہوں کا حال بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:

شافعی نے سنت متواترہ اور احادیث کے خلط مبحث سے احاطہ کی اصطلاح ایجاد کی جس سے ان کی مراد وہ علم ہے جس کی گواہی اُصول اربعہ سے دی جا سکتی ہے۔

بعض فقہاء نے ان ہی راویوں کی روایات کو قابل قبول سمجھا کہ جن رایوں میں الفاظ کے مفہوم اور محل سمجھنے کی استعداد پائی جاتی ہو۔

اہل الرائے اور اہل حدیث کی حدیثیں ایک دوسرے کے لیے ناقابل قبول قرار پائیں۔

اہل تشیع نے تو صرف اور صرف ائمہ معصومین سے آنے والی حدیثوں کو ہی قابل اعتبار سمجھا۔

خوارج نے صرف فتنہ کے انعقاد سے پہلے کی احادیث کو قابل اعتناء جانا۔

اہل حدیث کا انحصار صرف راویوں کے عادل ہونے پر ہی رہا خواہ خبر آحاد ہی کیوں نہ ہو۔

ڈاکٹر راشد شاز لکھتے ہیں کہ: اس اختلافِ فکر و نظر کے سبب مختلف فقہی آراء نے بھی جنم لیا۔ کسی حدیث کو اصحاب ابو حنیفہ نے لائق عمل سمجھا تو اسی حدیث کو شوافع نے حدیث میں پوشیدہ ضعف کی وجہ سے اسے ترک کرنے پر آمادہ کیا اور موالک نے اس حدیث کو اس لیے قابل اعتناء نہ سمجھا کہ اہل مدینہ کے عمل اس حدیث کے خلاف تھا۔[4]

سنت اور خلفائے راشدین

بقول ڈاکٹر راشد شاز "خلفائے راشدین کے دور میں آثار و اخبار کو تشریعی حیثیت حاصل نہیں تھی"۔[5] بلکہ ڈاکٹر راشد شاز کے نزدیک خلفائے راشدین کے دور میں اس کی حیثیت سابقہ نظائر کی سی تھی۔

سنت کی اصطلاح پر ایام و آثار کا اطلاق بھی ہوتا تھا۔

سنت رسول ﷺ، اسوہ رسول ﷺ کے معنوں میں لیا جاتا رہا۔۔۔

حضرت عمرؓ نے بہت سی ایسی اصطلاحات آپ ﷺ یا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور کے مقابلے میں جو نافذ کی تھی جسے وہ دین کے فطری سفر کی طرف محمول کرتے تھے۔[6]

سنت اور آئمہ محدثین

ڈاکٹر راشد شاز کے نزدیک آئمہ ﷭ نے بھی سنت کی تشریعی حیثیت بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ وہ اپنی کتاب

"اسلام میں فقہ کا صحیح مقام" میں مزید لکھتے ہیں:

مؤطا امام مالک حدیث کی مستند ترین مجموعہ ہونے کے باوجود بھی حدیث اپنے تاریخی معنوں میں جلوہ گر ہے۔ اس طور پر کہ صحابہ اور تابعین کے اقوال بھی حدیث رسول ﷺ کے ساتھ خلط ملط ہو گئے۔

آئمہ محدثین کے ہاتھوں مسانید کی ترتیب نے بھی اہمیت اختیار کر لی۔

صحاح ستہ کے مصنفین کا آثار و اقوال کو باضابطہ فقیہوں کی نظر سے دیکھنے کا سہرا بھی انہی کے سر ہے۔

پھر آگے ڈاکٹر راشد شاز سنت کی تشریعی حیثیت کو ماننے کے نقصانات و نتائج ذکر کرتے ہیں:

سنت کے حوالے سے آثار و روایات نے تعبیری اہمیت سے زیادہ تشریعی حیثیت حاصل کر لی۔ جس سے تاریخی طور پر قرآن کے باہر شرع اسلامی کے دوسرے ماخذ کی تلاش شروع ہو گئی تو پھر باقاعدہ اقوال رسول ﷺ کی دریافت کا سلسلہ چل نکلا اور اتباع قرآن سے کہیں زیادہ تنسیخ قرآن کی راہ ہموار ہوئی۔ نتیجۃً اُمت مسلمہ میں فکری انارکی، ذہنی تشتت، اور نظری بحران پیدا ہوا۔

رسول ﷺ سے منسوب ہر عمل کے متعلق اقوال نے ایک تو تضاد فکری کو جنم دیا دوسرا روایات کے ذریعہ سنت کے سلسلے میں داخل ہونے والے التباسات فکری کو فقہ نے تشریعی حیثیت دے دی۔

قرآن کے مقابلے میں سنت کو بھی منزل من اللہ، وحی جلی کے مقابلہ میں وحی خفی، وحی متلو کے مقابلہ میں وحی غیر متلو کے جیسے خیالات سامنے لائے گئے کہ نزول قرآن کے ساتھ بواسطہ جبرائیل سنت کا بھی نزول ہوتا رہا ہے۔

اس ماخذ شرع کی کوئی معین اور متعین حیثیت نہ تھی اس طور پر کہ اس کا لامتناہی سلسلہ روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا۔

روایات پر غیر معمولی انحصار ہی فقہاء کے یہاں کسی ایک مسئلہ پر مختلف و متضاد آراء ہونے کی بنیادی وجہ بنی۔

روایات کے اختلاف نے باقاعدہ دینی حیثیت حاصل کر لیا اور اس طرح ایک قرآن کی حامل امت مختلف فقہی گروہوں میں منقسم ہو گئی۔

۳۔ اجماع:

ڈاکٹر راشد شاز اپنی کتاب "اسلام میں فقہ کا صحیح مقام" میں اجماع کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

" الکتاب اور سنت کی طرح فقہاء کے مابین اجماع بھی ایک متنازع فیہ اصطلاح ہے۔" (7)

اور قرآن کی ایک آیت کے الفاظ سبیل المومنین سے سہارا لے کر اجماع کو دلیل شرعی ماننے کے لیے جو راہ ہموار کی گئی ہے ایک تو وہ درست نہیں ہے دوسرا یہ کہ یہ سبیل المومنین ہے کیا؟ اس آیت کی تعین بھی خود قرآن کے اندر ہونی چاہیے اور اگر ایسا ہے تو پھر کسی اجماع کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ حامیانِ اجماع جس *mianstream thinking* یعنی سبیل المومنین سے امت مسلمہ کی وابستگی کا مطالبہ کر رہے ہیں ان ہی فقہاء کے نزدیک یہی اجماع ہی اس سبیل المومنین کا واحد باقاعدہ اظہار ہے۔ (8)

ڈاکٹر راشد شاز کے نزیک ان روایات "لاتجمع امتی علی الضلالة"،"ید اللہ علی الجماعة" اور "رفع عن امتی الخطا و النسیان" کا سہارا لے کر اجماع کی مشروعیت کی راہ ہموار کی گئی۔ پھر ڈاکٹر راشد شاز آگے لکھتے ہیں کہ فقہاء کے یہاں اجماع کی تعیین پر نزاع برقرار رہا جیسے:

کسی کا اجماع سے مراد پوری امت کا اجماع مراد لینا۔

یا بعض کا محض علماء و مجتہدین کا متفقہ فیصلہ کو اجماع سمجھنا۔

یا ایک شہر کے اہل علم کا اجماع دوسرے شہروں کے لیے بھی یکساں اجماع قابل قبول تصور کرنا یا نہیں کرنا۔

کسی کا صرف اہل مدینہ کا اجماع لائق حجت سمجھنا کے یہ دار الہجرت ہے۔

یا کسی کا صحابہؓ کے علاوہ کسی اور عہد کے اجماع کو دین میں حجت نہ سمجھنا۔

یا بعض اہل علم کا اجماع کو یکسر دلیل شرعی ماننے سے انکار کرنا۔

اہل تشیع کا اجماع کو معتبر قرار دینے کے لیے کسی امام معصوم کی حمایت حاصل ہونے کو ضروری خیال کرنا۔

بعض علمائے اُصول کا اجماع کو بغیر کسی دلیل کے محض توفیق الٰہی کا نتیجہ قرار دینا کے کوئی عجب نہیں اللہ تعالیٰ جمہور اُمت کو بغیر دلیل کے صحیح راہ کی طرف متوجہ کر دے۔ وغیرہ

ان سب متفرق آراء سے اجماع کو دلیل شرع قرار دینے میں کوئی اتفاق رائے قائم نہ ہو سکا۔

ڈاکٹر راشد شاز کے نزدیک اجماع کو ماخذ شرع تسلیم کرنے سے مختلف ادوار کے اندر امت میں التباس فکری کی راہیں کھل گئی۔ جس کے نتیجہ میں ان التباسات فکری کے بارے میں تنقیدی و تحقیقی نظر سے کام نہیں لیا جا سکا۔ فقہ میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں جہاں اجماع کے نام پر کسی خاص عہد کے التباس فکری کو ہی اصل دین سمجھ لیا گیا تھا۔ [9]

مثالیں

زانی محصن کے لیے رجم کی سزا پر علمائے امت کا اجماع ثابت ہے۔ جبکہ جو قرآنی دلیلیں پیش کی جاتی ہیں وہ ڈاکٹر راشد شاز کی نظر میں انتہائی لغو اور قرآن کو ساقط الاعتبار قرار دینے کے لیے کافی ہیں۔

ڈاکٹر راشد شاز کے نزدیک "لاوصیة لوارث" کی روایت بھی اس ہی قبیل ہی ایک مثال ہے کہ جس پر علماء کا اجماع ہے حالانکہ یہ روایت قرآن کی آیت وصیت کی منسوخی پر منتج ہے۔

۴۔ قیاس:

ڈاکٹر راشد شاز کے نزدیک مسلمانوں میں فقہی اختلافات کو ہَوا دینے اور التباسات فکری کو تقدس عطا کرنے میں قیاس کا اہم رول رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس کی بنیادی وجہ فقہاء کے مابین شرع اسلامی کے ایک ذیلی ماخذ کی حیثیت سے قیاس کی قبولیت اور تعریف کی تعین میں سخت نزاع کے برپا ہونے کو قرار دیتے ہیں۔ جیسے:

شیعہ امامیہ اور داود ظاہری کا قیاس کو دلیل شرعی ماننے سے بلکل انکار کرنا۔

امام احمد بن حنبل کا حدیث مرسل اور ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح دینا۔

امام مالک کا قیاس کے استعمال میں انتہائی جزم واحتیاط سے کام لینا۔

اسی طرح بعض فقہاء کارائے کو قیاس کا دوسرا نام دینا۔

امام شافعی کا قیاس کو ایک طرح کے اجتہاد سے عبارت سمجھنا۔ وغیرہ

نیز مزید ڈاکٹر راشد شاز اپنی کتاب "اسلام میں فقہ کا صحیح مقام" میں لکھتے ہیں کہ

"شافعی کے عہد میں قیاس، رائے یا اجتہاد تقریباً یکساں اصطلاحیں تھیں جو مبادی دین کے بنیادی فریم ورک میں ہم معنی سمجھی جاتی تھی۔۔۔ بعد میں قیاس کا مطلب مشابہہ اور نظائر کی تلاش قرار پایا، اسے اسباب وعلت کی دریافت کے ہم معنی سمجھ لیا گیا"

ڈاکٹر راشد شاز کے مطابق نصوص کی علت واسباب کی دریافت اصل میں فقہاء کے اپنے ذہنی رجحانات کو پڑھنے سے عبارت تھی۔ علماء نے اپنی اپنی صوابدید کے مطابق اپنے ذہنی رویوں کو Text میں context سے کہیں زیادہ خیال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کے ایک ہی متن سے مختلف معانی بر آمد ہوگئے۔[10]

مثالیں

ڈاکٹر راشد شاز مثال کے لیے اس آیت قرآنیہ کو لیتے ہیں: فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا۔۔۔الخ اس آیات قرآنیہ کو دیکھا جائے تو اس آیت کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے فقہاء نے اسلوبِ بیان کی مختلف سطحوں کو دیکھنے کی کوشش کی۔ جس کی وجہ سے مختلف تعبیرات سامنے آئیں۔

سود کی حرمت پر رسول ﷺ کی طرف ایک منسوب روایت کی گئی کہ سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی ۔۔۔الخ سے ہر ایک فقہی مسلک نے سود کی حرمت کی اپنی اپنی علتیں نکالی۔

مالکی فقہاء میں سے علامہ باجی نے جانوروں کے بالوں کے سلسلے میں صرف اس منطقی استدلال کا سہارا لیا کہ چونکہ جانوروں کے بالوں میں سانس نہیں ہوتی تو اس لیے وہ حلال ہیں۔ وغیرہ۔

ڈاکٹر راشد شاز کا اصول اربعہ کے حوالے سے اجمالی موقف

ڈاکٹر راشد شاز کے فقہی افکار و نظریات ان کی کتاب "اسلام میں فقہ کا صحیح مقام" میں موجود ہیں۔ اصول اربعہ اور تنسیخ وحی کے باب میں ڈاکٹر صاحب عہد رسالت میں شریعت کا ایک واحد مآخذ صرف اور صرف قرآن مجید کو ہی کو قرار دیتے ہیں۔ اور اس کی وضاحت یوں یوں بیان فرماتے ہیں:

> "عہد رسالت میں شرع کا واحد ماخذ صرف اور صرف قرآن مجید تھا۔ یہی وہ کتاب تھی جو مسلمانوں کی تمام تر انفرادی اور اجتماعی زندگی کی سمت متعین کرتی تھی"۔[11]

ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب اثبات دعوی کے لیے رسول ﷺ کی حیثیت بھی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "آپ ﷺ کی حیثیت شارح کی تھی شارع کی نہیں"۔[12]

ڈاکٹر راشد شاز آپ ﷺ کی حیثیت قرآن مجید کی تشریح وتوضیح کرنے والے ہی کی لیتے ہیں ان کے نزدیک آپ ﷺ کو شارع کی حیثیت دینا ٹھیک نہیں ہے آپ ﷺ اس طرح شریعت کے واضع ہو جائیں گے جبکہ وضع شرع کا حق صرف اور صرف

اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے کوئی اور شرع کو وضع نہیں کر سکتا۔ وہ قرآن کی ایک آیت پیش کرتے ہیں:

" شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ "[13]

" اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو تاکید فرمائی"

نیز ڈاکٹر راشد شاز اس آیات کے ذیل میں قانون دینے والے اور قانون بنانے والے کا فرق اپنی کتاب کے تعلیقات و حواشی میں یوں بیان کرتے ہیں کہ:

"Law-giving اور Law-making میں فرق کیا جانا چاہئے - Law-making ایک طرح کی تبعیین کا عمل ہے جو ہر عہد میں امام المسلمین، اہداف قرآنی کے حصول کے لئے انجام دیتا رہے گا۔ البتہ تشریح و توضیح کے اس عمل سے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ اسے وضع شریعت کا حق حاصل ہو گیا ہے۔ جو لوگ بلا تکلف رسول اللہ کے لئے شارع علیہ السلام کے الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ اس باریک اور نازک فرق کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ تبعیین وحی پر مامور پیغمبر کا یہ مقام نہیں کہ وہ وحی کو، جیسی کہ وہ ہے، اس سے کم یا زیادہ بتائے۔ "

نیز ڈاکٹر راشد شاز اس فرق کی وضاحت کے لیے تعلیقات و حواشی میں عہد جدید کے ایک عالم مولانا سید سلیمان ندوی کی کتاب سیرت النبی ﷺ سے اقتباس نقل کرتے ہیں:

"مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں: اسلام میں شرع اور وضع قانون کا حق صرف اللہ تعالیٰ کے لیے تسلیم کیا گیا ہے وہی اصل شارع ہے اب اگر رسول کے لیے بھی وحی کتابی سے الگ شرع بنانے کا حق تسلیم کیا جائے تو خدا کے سوا ایک اور شارع تسلیم کرنا ہو گا"۔[14]

اسی طرح ڈاکٹر راشد شاز کے مطابق کبار خلفاء کا "حسبنا کتاب اللہ" کہنا بھی قرآن کو واحد ماخذ شرع سمجھنے کی طرف ایک اشارہ ہی ہے۔

اصول اربعہ کا سہرا

ڈاکٹر راشد شاز کے نزدیک اصول اربعہ کا مکمل سہرا واصل بن عطا کے سر ہے کہ جس نے پہلی بار ثبوت حق کے لیے چار اصول اربعہ قائم کئے۔ واصل بن عطا نے معرفت حق کے چار ہی کلامی طریقے بتائے ہیں۔

قرآن ناطق

حدیث متفق علیہ

اجماع امت

عقل و حجت (بمعنی قیاس)

اور قرآن آیات میں عام و خاص کی بحث بھی سب سے پہلے واصل بن عطا ہی نے ایجاد کی تھی۔ نیز پھر ڈاکٹر راشد شاز ایک ایک کر کے اصول اربعہ پر نقد کرتے ہیں۔[15]

جمہور کے نزدیک اصول اربعہ کی اہمیت

قرآن مجید

قرآن مجید کے بارہ میں جمہور کا موقف یہ ہے کہ قرآن مجید فقہ اسلامی کا بنیادی ماخذ ہے۔ قرآن مجید مختصر ہونے کے باوجود جامع مانع ہے۔اور اس میں زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق واضح احکام موجود ہیں؛ لیکن ان احکامات کی حیثیت اصول کی ہے۔ قرآن نے ایسا نہیں کیا کہ ابتداء ہی سے احکامات سے متعلق تمام جزئیات بیان کردی ہوں؛ بلکہ اس میں تدریج کا طریقہ بروئے کار لایا گیا۔ اگر بالفرض ابتداء ہی میں ساری جزئیات بیان کردی جاتیں اور عملی شکل کے سارے خاکے تیار کردیے جاتے تو ایک تو اس کی دستوری پوزیشن باقی نہ رہتی، دوسری بڑی بات یہ ہوتی کہ اس کی دوامی اور عالمگیر حیثیت ختم ہوکر ساری تعلیم خاص زمانہ تک محدود ہوجاتی اور پھر اس میں جمود و تعطل پیدا ہوکر ارتقاء پذیر معاشرے کو سمونے اور اقتضاء و مصالح کو جذب کرنے کی ساری صلاحیت ختم ہوجاتیں اس لیے قرآن کریم نے اصول بیان کیے ہیں اور وجوہات اور علتیں بیان کی ہیں، تاکہ ہر زمانہ میں ان پر مرتب ہونے والے احکامات متعین ہوسکیں۔

سنت

اصول اربعہ میں سے دوسری اصل سنت ہے۔ سنت کے لغوی معنی راستہ اور طریقۂ عمل کے ہیں۔ اصطلاح میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کو سنت کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کئی مقامات میں اللہ تعالی نے احادیث مبارکہ کی اہمیت کو بیان کیا ہے اور ان سے ثابت ہونے والے احکامات کو مثل قرآن قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (16)

"کسی مومن مرد یا عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کو طے کردیں تو وہ اپنا اختیار استعمال کریں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، وہ کھلی گمراہی میں جا پڑے گا۔"

سورۃ الحشر میں فرمایا:

وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (17)

"اور رسول تمہیں جو حکم دیں، اس کو لے لو اور جس کام سے منع کریں، اس سے رک جاؤ"۔

اجماع

جمہور کے نزدیک تیسری اصل اجماع ہے اجماع نہ صرف شریعت کی بنیادی ماخذ میں سے ہیں بلکہ امت کی اجتماعیت کا مظہر بھی ہے فساد اور انتشار اور گمراہی کے راستوں کو بند کرنے کا ذریعہ بھی ہے اسی لیے قران کریم نے سبیل المومنین سے انحراف کو اختلاف کی ایک صورت بتایا ہے۔ اجماع کی اہمیت پر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اجماع امت فینف جی حق ہے امت گمراہی پر جمع نہیں ہوئی اسی طرح صحیح قیاس بھی حق ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ حکم جس پر مسلمانوں کا اجماع ہو گیا وہ منصوص عن رسول ہوگا اس کی مخالفت

رسول کی مخالفت ہے جیسا کہ رسول کا مخالف اللہ کا مخالف ہوتا ہے یہ بات اس امر کی متقاضی ہے کہ جس پر اجماع ہو گیا اس کو رسول اللہ نے بیان کیا ہے اور یہی درست ہے ہر مجمع علیہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہوتا ہے لیکن بعض لوگوں پر وہ مخفی ہے اجماع اس کو معلوم کر کے اس سے استدلال کرتا ہے۔

قیاس

جمہور کے نزدیک چوتھی اصل قیاس ہے۔ سورۃ الحشر میں اللہ تعالی نے بنو نضیر کی جلاوطنی کا حال بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے:

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِى الْاَبْصَارِ[18]

"اے اہل نظر، ان کے حال سے عبرت حاصل کرو"۔

عبرت حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حال پر اپنے حال کو قیاس کرو اور ان کاموں سے بچو جن کی پاداش میں یہود کو یہ سزا دی گئی۔

اس کے علاوہ قرآن مجید نے بعض نظائر کے ذریعے سے بھی اہل علم کو قیاس کی تعلیم دی ہے۔ سورۃ الانعام میں حرام اشیا کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ [19]

"تم کہہ دو کہ مجھ پر جو وحی بھیجی گئی ہے، اس میں میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو، سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو، یا دم مسفوح ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ ناپاک ہے، یا کوئی ایسا جانور ہو جسے گناہ کرتے ہوئے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔"

اس آیت میں حصر کے ساتھ چار چیزوں کی حرمت بیان کی گئی ہے، لیکن ساتھ ساتھ خنزیر کو ناپاک اور ما اہل لغیر اللہ کو فسق قرار دیتے ہوئے ان کی حرمت کی علت بھی بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح مردار اور دم مسفوح کی حرمت بھی علت پر مبنی ہے۔ چنانچہ خود قرآن نے سورہ مائدہ میں انہی علتوں کی بنیاد پر چند اور چیزیں بھی محرمات کی فہرست میں شامل کی ہیں:

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّیَةُ وَ النَّطِیْحَةُ وَ مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ- وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ- ذٰلِكُمْ فِسْقٌ(20)

"تم پر یہ چیزیں حرام کی گئی ہیں: مردار، خون، خنزیر کا گوشت، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور، ایسا جانور جو گلا گھٹنے سے، چوٹ لگنے سے اوپر سے نیچے گر کر یا سینگ لگنے سے مر جائے، ایسا جانور جس کو کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو، (یہ سب حرام ہیں) صرف وہ جانور حلال ہے جسے تم نے ذبح کیا ہو۔ ایسا جانور بھی حرام ہے جسے کسی تھان پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ تم تیروں کے ذریعے سے گوشت تقسیم کرو۔ یہ سب گناہ کے کام ہیں۔"

یہاں علت کی بنا پر پانچ چیزوں کا الحاق میتہ کے ساتھ اور دو چیزوں کا الحاق ما اہل لغیر اللہ کے ساتھ کیا گیا ہے اور آگے علت

بھی بیان کی گئی ہے کہ ذلکم فسق۔ یعنی جیسے طبعی موت مرنے والا جانور شرعی طریقے سے ذبح نہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے، اسی طرح گلا گھٹنے کی وجہ سے، گر کر، اور سینگ لگنے کی وجہ سے مرنے والے جانور بھی حرام ہیں۔ اور جیسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور اعتقادی فسق کی وجہ سے حرام ہے، اسی طرح وہ جانور بھی حرام ہے جسے استھانوں پر ذبح کیا گیا ہو یا مشرکانہ طریقے سے اس پر جوئے کے تیر چلائے گئے ہوں۔

5۔ نتائج البحث

1. جمہور کے نزدیک اصول اربعہ یعنی کتاب سنت اجماع اور قیاس کی اہمیت ہے اور ان سے احکامات ثابت ہوتے ہیں۔
2. ڈاکٹر راشد شاز کے نزدیک کہ فقہاء قرآن کو اصول اربعہ میں پہلے نمبر پر رکھتے ہیں، مگر ان کی تشریحات سے یہ تاثر غلط ثابت ہوتا ہے۔ فقہاء الکتاب سے وہ قرآن مراد لیتے ہیں جو سبعہ احرف پر نازل ہوا اور مختلف قراءتوں اور آیات کے اختلافات کے ساتھ آثار وروایات میں موجود ہے۔
3. ڈاکٹر راشد شاز کے نزدیک سنت بمعنی حدیث کو قرآن کی تشریحی حیثیت حاصل ہے، اور نبی ﷺ کی حیثیت شارح کی تھی، شارع کی نہیں۔ احادیث کی تشریعی حیثیت کو تسلیم کیے جانے پر مختلف گروہوں کے اختلافات اور فکری انار کی پیدا ہوئی، جس نے قرآن کے باہر شرع اسلامی کے دوسرے ماخذ کی تلاش کو جنم دیا۔ اس اختلاف نے فقہی آراء اور دینی تشریعی مسائل میں تضاد پیدا کیا، جس سے امت مختلف گروہوں میں منقسم ہو گئی۔
4. ڈاکٹر راشد شاز اجماع کو متنازع فیہ اصطلاح قرار دیتے ہیں اور سبیل المومنین کی قرآنی آیت سے اس کی شرعی دلیل کو درست نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک اجماع کی تعیین پر مختلف فقہاء کے درمیان اختلافات ہیں۔ اجماع کو ماخذ شرع تسلیم کرنے سے امت میں فکری التباسات پیدا ہوئے ہیں۔
5. ڈاکٹر راشد شاز کے نزدیک مسلمانوں میں فقہی اختلافات کو بڑھانے اور فکری التباسات کو تقدس دینے میں قیاس کا اہم کردار رہا ہے۔ ان کے مطابق فقہاء کے درمیان قیاس کی قبولیت اور تعریف میں سخت اختلافات تھے۔ ان کے نزدیک، نصوص کی علت واسباب کی دریافت اصل میں فقہاء کے ذہنی رجحانات کو پڑھنے سے عبارت تھی، جس کے نتیجے میں ایک ہی متن سے مختلف معانی برآمد ہوئے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

(1)السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سہل، اصول السرخسی، دار المعرفہ بیروت، ج1، ص279

Al-Sarakhsi, Muhammad bin Ahmad bin Abi Sahl, `Usool al-Sarakhsi, Dar al Ma'rifah, berut, Vol:1, P:279

(2)ڈاکٹر راشد شاز، اسلام میں فقہ کا صحیح مقام، کتاب محل، 2018، ص43

Dr. Rashid Shaz, `Islam mein Fiqh ka Sahih Maqam, Kitab Mahal, 2018, p. 43

(3)ایضا، ص44

Ibid, P:44

(4) ایضا ، ص48

Ibid, P:48

(5)ایضا ، ص45

Ibid, P:45

(6)ایضا

Ibid

(7) ایضا ، ص49

Ibid, P:49

(8) ایضا

Ibid

(9) ایضا ، ص49، 50، 51

Ibid, PP:49,50,51

(10)ایضا ، ص52، 53

Ibid, P: 52,53

(11)ایضا، ص38

Ibid, P:38

(12) ایضا

Ibid

(13)سورۃ الشوریٰ: 13

Surah al-Shura: 13

(14) سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، اعظم گڑھ، 1973، ج4، ص195

Syed Sulaiman Nadwi, Seerat al-Nabi, Azamgarh, 1973, Vol. 4, P: 195

(15)ڈاکٹر راشد شاز، اسلام میں فقہ کا صحیح مقام، کتاب محل، 2018، ص39

Dr. Rashid Shaz, `Islam mein Fiqh ka Sahih Maqam, Kitab Mahal, 2018, P. 39

(16)سورۃ الاحزاب، 36

Surah al-Ahzab: 36

(17)سورۃ الحشر: 7

Surah al-Hashr: 7

(18)سورۃ الحشر:2

Surah al-Hashr: 2

(19)سورۃ الانعام:145

Surah al-An'am: 145

(20)سورۃ المائدۃ:3

Surah al-Ma'idah: 3